لا إله إلا الله محمد رسول الله

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا (برحق) معبود نہیں
اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش

لا إله إلا الله محمد رسول الله

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا (برحق) معبود نہیں
اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش

کتاب کا نام : لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ

مؤلف : ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ)

قیمت : بالکل مفت

صفحات : 49

سن اشاعت : صفر 1441ھ | October 2019

ناشر : اصحاب الحدیث (AshabulHadith.com)

© حقوق برائے ناشر محفوظ

اصحاب الحدیث اس کتاب کو اسی شکل میں بغیر کسی تبدیلی کے، اس کی تقسیم، طباعت، فوٹو کاپی اور/ یا الیکٹرونک ذرائع کے ذریعہ اس کی تقسیم اور اس کے مواد کو پھیلانے کی اجازت دیتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس سے مالی طور پر منفعت حاصل نہ کی جائے، سوائے اس حالت میں جب کہ ناشر سے اس کی خاص اجازت حاصل کی گئی ہو۔ اس کتاب سے ذکر کئے گئے حوالے کو ناشر (اصحاب الحدیث) کی طرف ضرور منسوب کریں۔

فہرست

کلمہ توحید کا معنیٰ اور ترجمہ ---------- 9

کلمہ توحید کے ارکان ---------- 10

کلمہ توحید کی شرطیں ---------- 15

کلمہ توحید کا خلاصہ ---------- 21

کلمہ توحید کے متعلق بعض شبہات کا ازالہ ---------- 21

خلاصہ کلام ---------- 24

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ ---------- 27

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حلیہ مبارک ---------- 28

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت اور رسالت کیسے ملی؟ ---------- 29

کیا نبی اور رسول میں کوئی فرق ہے؟ ---------- 30

محمد رسول اللہ اور اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ کا معنی ---------- 31

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کیا حقوق ہیں؟ ---------- 32

رسالت پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے؟ ---------- 33

بعض شبہات کا ازالہ ---------- 43

پہلا شبہ: کیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو چکے ہیں؟ ---------- 43

دوسرا شبہ: کیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کائنات کی تخلیق کا سبب ہیں؟ ---------- 45

تیسرا شبہ: کیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نور ہیں؟ ---------- 45

چوتھا شبہ: کیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے؟ ---------- 47

پانچواں شبہ: کیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے بغیر جنت میں جانا ممکن ہے؟ -- 48

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى اله وصحبه

أما بعد...

فإن الأخ في الله د.مرتضى بخش حسين باكستاني الجنسية معروف لدينا بحسن السيرة والسلوك والاستقامة على السنة مع الحرص على طلب العلم والجد في تحصيله واراه إن شاء الله قادرا على بذله في الدعوة إلى الله وله في ذلك جهود مشكورة ومتميزة وقد عرفت عنه ذلك كله منذ سنين تتلمذ علينا خلالها وبناء على طلبه فقد حررت له هذه الشهادة لتقديمها إلى من يهمه الأمر وفق الله الجميع لما فيه مرضاته...

و السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وكتبه / عبيد بن عبد الله بن سليمان الجابري

المدرس بالجامعة الإسلامية سابقا

وحرر في ظهر الخميس التاسع والعشرين من ربيع الأول

عام ثلاثين وأربعمائة وألف للهجرة

السادس والعشرين من مارس عام تسعة وألفين ميلادي

ج/ ٠٥٠١٨٩١٠٩٤٢٢

تزکیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده وصلى الله وسلم على نبينا محمد و على آله وصحبه ، اما بعد:

ہمارے دینی بھائی ڈاکٹر مرتضی بخش حسین پاکستانی ہمارے یہاں حسن سیرت و سلوک اور سنت پر استقامت سے جانے جاتے ہیں۔اور اس کے ساتھ طلب علم کی حرص اور اس کو حاصل کرنے میں جد و جہد کرتے ہیں۔ میرے نزدیک ان شاء اللہ وہ اس علم کو اللہ تعالی کی طرف دعوت دینے میں بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ان کی دعوت کے سلسلے میں پہلے بھی قابل تحسین خدمات ہیں۔یہ سب میں ان کے بارے میں ان تمام برسوں سے جانتا ہوں جن میں وہ ہمارے یہاں طالب رہے۔ چناچہ ان کی طلب پر میں نے یہ شہادت لکھ دی ہے۔تا کہ وہ متعلقہ افراد کو پیش کر سکیں۔اللہ تعالی ہم سب کو اس کام کی توفیق دے جسے وہ پسند کرے اور راضی ہو۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کتبہ

فضیلتہ الشیخ عبید بن عبداللہ بن سلیمان الجابری (حفظ اللہ)

(سابق مدرس جامعہ اسلامیہ، مدینہ نبویہ)

اسے دوپہر جمعرات 29 ربیع الاول سن 1430ھ بمطابق 26 مارچ سن 2009ع کو لکھا گیا

بسم الله الرحمن الرحيم

إلى من يهمه الأمر

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد: فإن الأخ في الله الشيخ/ مرتضى بن بخش بن حسين معروف لدي بصحة معتقده، وسلامة منهجه، وحسن خلقه، وحبه للعلم وأهله، وهو من خيرة من عرفنا من طلبة العلم والدعاة إلى الله على بصيرة مع لزوم لمذهب السلف الصالح في العلم والعمل - أحسبه كذلك والله حسيبه و لا أزكي على الله أحداً - وإني إذ أكتب له هذه التزكية فإني أوصيه بالتمسك بالكتاب والسنة والسير على نهج السلف الصالح رضي الله عنهم، وصلى الله وسلم على محمد وعلى آله وصحبه.

قاله وكتبه

فؤاد بن سعود بن عمير العمري

[illegible]

والداعية المتعاون بوزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

[illegible]

تزکیہ

لمن يهمه الأمر

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين. أما بعد:

اللہ کے لیے ہمارے دینی بھائی شیخ مرتضی بن بخش بن حسین میرے یہاں صحیح عقیدے، سلیم منہج، حسن اخلاق، حب علم واہل علم کے بطور معروف ہیں۔ اور وہ ان بہترین طلاب علم اور بصیرت کے ساتھ دعوت دینے والے داعیان الی اللہ میں سے ہیں جنہیں ہم جانتے ہیں، ساتھ ہی علم اور عمل میں مذہب سلف صالحین سے تمسک اختیار کرنے والے ہیں۔ میں انہیں اسی طرح سے جانتا ہوں اصل محاسبہ کرنے والا تو اللہ ہی ہے، اس کے سامنے تو ہم کسی کا تزکیہ بیان نہیں کر سکتے۔

یہ تزکیہ لکھنے کے ساتھ میں انہیں کتاب وسنت سے تمسک اختیار کرنے اور منہج سلف صالحین رحمہم اللہ پر چلنے کی تاکیدی وصیت بھی کرتا ہوں۔

وصلى الله وسلم على محمد وعلى آله وصحبه۔

قالہ وکتبہ

فہد بن سعود بن عمیر العمری

18، ربیع الثانی، 1435ھ

رئیس شعبہ کمیٹی برائے رہنمائی وتوجیہات، محافظہ جدہ

معاون داعی وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد

خطیب مسجد ال عناقی، حی الشاطئی، جدہ

پہلا حصہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على أشرف الأنبياء و المرسلين نبينا محمد و على آله و صحبه أجمعين و بعد:

کلمہ توحید کا معنی اور ترجمہ

کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے جس کا معنی "لَا مَعْبُودَ بِحَقٍ إِلَّا الله" ہے۔ کلمہ توحید کا ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا (برحق) معبود نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کلمہ توحید میں جو معنی ہمیں جاننا ہے وہ "الہ" کا معنی ہے۔ "الہ" کا معنی معبود برحق ہے۔ معبود کا لفظ کہاں سے آیا؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴾

کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، مجھے تو تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے (ھود:26)

اس آیت میں الہ کی جگہ "تَعْبُدُوْا" ہے۔ یہاں سے پتا چلتا ہے کہ الہ کا معنی معبود ہے۔ اور برحق کی دلیل، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾

یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی پکارتے ہیں وہ باطل ہے بیشک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے ۔ (الحج:62)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی حق معبود ہے۔ باقی سارے باطل معبود ہیں۔ جب کلمہ توحید کو عربی گرامر کے اعتبار سے اعراب کرتے ہیں تو لا الہ الا اللہ، میں لا "نافية للجنس" ہے۔ الہ اسم لا ہے۔ تو خبر لا کہاں پر ہے؟ لا کی خبر محذوف ہے۔ اور جو خبر ہے اسے کہتے ہیں برحق۔ تو عربی گرامر کے اعتبار سے برحق کا لفظ معروف و موجود ہے اور قرآن کی اس آیت میں واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد برحق معبود ہے۔

کلمہ توحید کے ارکان

کلمہ توحید کے دو ارکان ہیں۔ پہلا رکن نفی ہے، نفی کا معنی ہے انکار کرنا۔ دوسرا رکن اثبات جسے ہم اقرار کرنا کہتے ہیں۔ رکن سے مراد، جس چیز کو بیان کیا جارہا ہے اس کے بنیادی حصے ہوتے ہیں جس کے بغیر وہ چیز قائم نہیں ہوسکتی۔ جیسے کہ عمارت ہے۔ عمارت کے ستون ہوتے ہیں۔ ستون کو رکن کہا جاتا ہے۔ کوئی بھی عمارت بغیر ستونوں کے قائم نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح سے کلمہ توحید کے بھی دو ارکان ہیں۔

پہلا رکن: نفی (انکار) کرنا:

ہمیں کس چیز کا انکار کرنا ہے؟ ہر باطل معبود کی عبادت کا انکار کرنا ہے، چاہے وہ معبود پتھر ہو یا درخت، سورج ہو یا چاند، فرشتے ہوں یا انبیاء یا اولیاء۔ الغرض کوئی بھی معبود ہو ہمیں اس کا انکار کرنا ہے۔

1: بتوں کو، پتھروں کو اور درختوں کو معبود بنایا گیا، اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى ﴿١٩﴾ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى ﴿٢٠﴾ ﴾

کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا۔ اور منات تیسری پچھلی کو۔ (النجم:19-20)

یہاں دیکھنے سے مراد غور و فکر کرنا ہے۔ کیا ان پر غور و فکر کیا؟ غور و فکر کرنے کا معنی ہے کہ ان کی حقیقت جان لو۔ لات سفید رنگ کا ایک پتھر تھا جو اہل طائف کا معبود تھا۔ عزیٰ مکہ اور طائف کے درمیان ایک درخت تھا جس کی عبادت کی جاتی تھی۔ منات مشرکین کی ایک پتھر کی دیوی تھی جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ لات، عزیٰ اور مناۃ کی یہ حقیقت ہے، لیکن یہ تو پتھر، درخت اور بت ہیں۔ تو کیا اہل عرب کم عقل تھے کہ وہ درختوں کو کاٹ کر اور پتھروں کو تراش کر بت بنائیں اور پھر ان کو سجدہ کریں اور ان کی عبادت کریں؟ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: "أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى" میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ ان کی حقیقت کیا ہے؟ صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ لات ایک (نیک اور صالح) بزرگ تھا جو حاجیوں کے لئے ستو گھولا کرتا تھا، جب وہ مر گیا تو اس کا بت بنا دیا گیا۔ ان لوگوں نے اس کی عبادت کرنا شروع کردی۔ اور نوح علیہ السلام کی قوم کے بت (ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر) جن کی وجہ سے دنیا میں

سب سے پہلے شرک ہوا۔ یہ سارے کے سارے نیک اور صالح بزرگ تھے۔ جب وہ مرگئے تو ان کی یاد اور محبت میں ان کے بت بنادئے گئے اور جب علم جاتا رہا تو ان کی عبادت کی گئی۔
(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ نوح)

2: سورج اور چاند کو معبود بنایا گیا: اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾

اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں۔ تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو بلکہ سجدہ اس اللہ کے لئے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو۔ (فصلت : 37)

اگر تم واقعی ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہو تو پھر ان چیزوں کی عبادت نہیں کی جاتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور مخلوق کبھی خالق کا درجہ نہیں لے سکتی۔ اس لئے عبادت کا حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ان مخلوقات کے لیے کوئی بھی عبادت صرف کرنا، چاہے سجدہ ہو یا کوئی بھی عبادت وہ جائز نہیں ہے۔

3: فرشتوں اور انبیاء کو معبود بنایا گیا: اس دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو فرشتوں اور انبیاء کو پکار تے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ اس کی دلیل: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾

اور یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔ (آل عمران:80)

فرشتوں اور انبیاء کی عبادت کی گئی ہے۔ ان کو بھی رب بنایا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ تھا محض شیطان رجیم کا راستہ اور حکم تھا۔ جس پر عمل کرتے ہوئے بعض لوگوں نے فرشتوں اور بعض انبیاء (علیہم الصلاۃ والسلام) کو معبود بنایا۔

4: اولیاء کو معبود بنایا گیا: ایسا وقت بھی دنیا میں آیا جب بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں کو، اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو معبود بنایا اور ان کی عبادت کی۔ اس کی دلیل: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴾

جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں، کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔ (الاسراء:57)

ایک گروہ تھا جو جنوں کی عبادت کرتا تھا، جنوں کا یہ گروہ تائب ہوا، اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے نیک ولی بن گئے۔ لیکن جو لوگ ان جنوں کو پکارتے تھے ان کی ہدایت اور اصلاح کے بعد بھی ان کو معبود بناتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور ان کی خبر دی۔ تعجب ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نیک، متقی اور پرہیز گار لوگوں کو معبود بنا لیا۔ اور وہ متقی اور پرہیز گار لوگ ان سے بری ہیں جنہوں نے ان کو معبود بنایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لئے ان کو معبود بنا رہے ہیں۔ حقیقتاً وہ اللہ تعالیٰ سے دوری کا راستہ اختیار کر چکے ہیں۔ نزدیکی کا راستہ تو توحید کا ہے۔ شرک کا راستہ کبھی بھی تقرب الٰہی کا راستہ نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھیں! ہر باطل معبود کی عبادت کا انکار کرنا فرض ہے۔ اور یہ سارے کے سارے باطل معبود ہیں چاہے درخت ہوں، پتھر ہوں یا بت ہوں یا چاند سورج ہوں یا فرشتے، انبیاء یا اولیاء ہوں۔ یہ سارے کے سارے برحق معبود نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی نے ان کی عبادت کی ہے تو یہ ان کی عبادت سے بری ہیں۔

دوسرا رکن: اثبات (اقرار) کرنا:

تمام عبادتیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بجالانا ہے۔ (جیسے کہ) نماز، زکوۃ، حج، دعا، مدد طلب کرنا، پناہ طلب کرنا، قربانی، نذر و نیاز، امید اور توکل یہ سب عبادتیں ہیں۔

1: نماز اور زکوۃ عبادات ہیں ان کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ (ابراہیم) حنیف کے دین پر اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔ (البینہ:5)

2: روزہ عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (البقرۃ:183)

3: حج عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾

اور اللہ تعالی نے ان لوگوں پر جو اس طرف کی راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے (آل عمران:97)

4: دعا عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾

اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم پہنچ جائیں گے۔ (غافر:60)

سبحان اللہ! بات دعا کی ہو رہی ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جو لوگ میری عبادت نہیں کرتے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو مجھے نہیں پکارتے، مجھ سے دعا نہیں کرتے، اس سے یہ ثابت ہوا کہ دعا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالی کا حق ہے۔

5: مدد طلب کرنا عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ (الفاتحہ:4)

ہر اس کام پر مدد طلب کرنا جس پر صرف اللہ تعالی قادر ہے، عبادت ہے اور یہ اللہ تعالی کا حق ہے۔ جن کاموں میں مخلوق بھی قادر ہو، حاضر ہو اور زندہ ہو تو ان کی مدد لی جا سکتی ہے، یہ شرک نہیں ہے۔ امور دو قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے امور ہیں جن پر صرف اللہ تعالی قادر ہے۔ جیسے کہ رزق دینا، اولاد دینا، شفا دینا۔ کوئی مخلوق اس پر قادر نہیں ہے۔ تو کسی مخلوق سے مدد طلب نہیں کر سکتے کہ رزق دے یا شفا دے۔ بعض امور جن پر مخلوق بھی قادر ہو ان شرطوں کے ساتھ کہ وہ زندہ ہو اور حاضر ہو مدد طلب کی جا سکتی ہے۔

6: پناہ طلب کرنا (الاستعاذہ) عبادت ہے اور اللہ تعالی کا حق ہے۔ہم" اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم " پڑھتے ہیں۔اللہ تعالی سے پناہ طلب کرتے ہیں کہ ہمیں شیطان مردود کے شر سے محفوظ رکھے۔اسی طریقے سے معوذتین ہم پڑھتے ہیں، "قل اعوذ برب الفلق " قل اعوذ برب الناس"۔ہم اللہ کی پناہ میں آنا چاہتے ہیں۔مخلوق سے پناہ حاصل کی جاسکتی ہے ان تین شرطوں کے ساتھ کہ زندہ ہو، حاضر ہو، قادر ہو۔

7: قربانی عبادت ہے، اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾

پس تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔(الکوثر:2)

اللہ تعالی نے نماز کو قربانی سے جوڑ دیا ہے۔نماز عبادت ہے تو قربانی بھی عبادت ہے۔اگر نماز اللہ تعالی کے لئے پڑھنی ہے تو قربانی بھی صرف اللہ تعالی کے لئے ہی کرنی ہے۔نہ کسی پیر کے لئے، نہ کسی درگاہ پر اور نہ کسی ولی یا نبی کے نام پر قربانی کرنی ہے۔

8: نذر و نیاز عبادت ہے، اس کی دلیل: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾

جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔(الإنسان:7)

9: امید عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾

تو جسے بھی اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔(الکھف:110)

10: توکل عبادت ہے اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَعَلَى اللهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

اور تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔(المائدہ:23)

ہر عبادت صرف اور صرف اللہ تعالی کے لئے کرنا ہم پر فرض ہے۔یہ دوسرا رکن ہے کلمہ توحید کا، " الا اللہ"۔آپ اس وقت تک اس کا اقرار نہیں کر سکتے، اسے ثابت نہیں کر سکتے، اس پر عمل نہیں کر سکتے جب تک آپ یقین کے ساتھ نہ جان لیں کہ جتنی بھی عبادات ہیں ان سب کا حقدار صرف اللہ تعالی ہے۔

کلمہ توحید کی شرطیں

کلمہ توحید کی آٹھ شرطیں ہیں۔

1: علم: لاالہ الااللہ کے معنی اور مفہوم کا علم ہونا، جس کی ضد جہالت ہے۔

2: یقین: لاالہ الااللہ کے معنی اور مفہوم پر یقین ہونا جس کی ضد شک ہے۔ کلمہ توحید کا جو معنی ہم نے جان لیا کہ لَا مَعبُود بِحَقٍ اِلا اَللہ "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں"۔ اب اس پر یقین بھی کرنا ہے۔ شک نہیں ہونا چاہئے کہ اس معنی کے سوا کوئی اور معنی بھی ہوسکتا ہے یا اس معنی کے ساتھ کوئی اور معنی بھی ہو سکتا ہے۔ ایک ہی معنی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

3: اخلاص: لاالہ الااللہ کا اقرار اخلاص کے ساتھ کرنا جس کی ضد شرک ہے۔

4: محبت: لاالہ الااللہ کا اقرار محبت کے ساتھ کرنا اور اس کی ضد بغض ہے۔

5: سچائی: لاالہ الااللہ کا اقرار سچائی کے ساتھ کرنا جس کی ضد جھوٹ ہے۔

6: قبول: لاالہ الااللہ کے تقاضوں کو قبول کرنا جس کی ضد رد کرنا ہے۔

7: انقیاد: لاالہ الااللہ اور اس کے تقاضوں کے ساتھ عملی اتباع کرنا جس کی ضد چھوڑنا ہے۔

8: طاغوت کا انکار: لاالہ الااللہ کے اقرار کے ساتھ باطل معبودوں کا انکار کرنا۔

ان آٹھ شرطوں کے دلائل موجود ہیں جن کو علما نے جمع کر کے بیان کیا ہے۔

پہلی شرط: علم

اگر اس علم کے مفہوم کو نہیں جانتے کہ کلمہ توحید کا اصل معنی ''اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں'' تو پھر آپ اس کلمہ کی معرفت سے جاہل ہیں۔ اور اگر آپ نے جان لیا تو آپ اس کے معنی کا علم رکھتے ہیں۔ اگر کل تک نہیں جانتے تھے تو آج جان لیں کہ کلمہ توحید کا معنی اللہ تعالی کے سوا کوئی سچا برحق معبود نہیں ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾

پس جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں (محمد:19)

دوسری شرط: یقین

کلمہ توحید کے جس مفہوم کو جان لیا، اس پر یقین بھی ہونا چاہیئے۔ ساری دنیا ایک طرف ہو جائے اور دل سے یقین کو نکالنا چاہے، اور اس مفہوم کے علاوہ کوئی اور مفہوم سمجھانا چاہے، تو سب کا رد کر دینا، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ کلمہ توحید کا یہی مفہوم ہے۔ اور اس یقین کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴾

مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے۔ اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے لڑے یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں (الحجرات:15)

ایمان کے بعد شک کی گنجائش نہیں۔ یہ دلیل ہے کہ ایمان یقین کی بنیاد پر ہوتا ہے اور یقین کے بغیر شک باقی رہ جاتا ہے۔ دین کی بنیاد کلمہ توحید پر شک کرنا کفر ہے۔ اور اس علم پر ہمیں یقین ہونا چاہیئے۔ علم بغیر یقین کے بے فائدہ ہے۔ یہ شرط ہے۔ اور اس کی دلیل بھی ہے اور تعلیل بھی۔

تیسری شرط: اخلاص

جب ہم اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں، تو دل کے یقین اور زبان کے اقرار کے ساتھ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالی ہم تیرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کریں گے۔ اخلاص کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴾

اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں (اور) یکسو ہو کر نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی سچا دین ہے (البینہ:5)

چوتھی شرط: محبت

اخلاص تو ہے لیکن کیا اس کلمہ سے محبت ہے؟ (ترتیب ضروری ہے، علم، یقین، اخلاص پھر محبت) کلمہ توحید سے محبت، اس کے مفہوم سے محبت، اور جو اس مفہوم کو جاننے والے موحدین ہیں، ان سے بھی محبت ہونی چاہیئے۔ محبت کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر اللہ کو شریک بناتے ہیں اور ان سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں۔
لیکن جو ایمان والے ہیں وہ اللہ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔ (البقرۃ:165)

جو اللہ تعالی کے دوست ہیں اور اللہ تعالی پر ایمان لے کر آئے ہیں، وہی سچے مومن ہیں اور اللہ تعالی سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالی ان سے محبت کرتا ہے اور وہ بھی اپنے رب سے محبت کرتے ہیں۔

پانچویں شرط: سچائی

محبت تو ہے لیکن کیا سچی بھی ہے؟ کیا ہر محبت سچی ہوتی ہے؟ محبت جھوٹی بھی تو ہو سکتی ہے۔ لاالہ الااللہ کا اقرار سچائی کے ساتھ کرنا جس کی ضد جھوٹ ہے۔ اس کی دلیل، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ﴾

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے (البقرۃ:8)

وہ زبان سے تو جھوٹ کہتے ہیں، سچے دل سے نہ انہوں نے ایمان قبول کیا، نہ اللہ تعالی پر ایمان لائے اور نہ ہی آخرت پر ان کا ایمان ہے۔

چھٹی شرط: قبول

زبان سے قبول کرنا، اقرار کرنا۔ اس کی دلیل: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾

ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو غرور کرتے تھے (الصافات:35)

زبان سے لاالہ الااللہ (یعنی اللہ تعالی کے سوا کوئی سچا معبود نہیں) کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ رد کر دیتے تھے۔ زبان سے اقرار کرنا بھی شرط ہے کلمہ توحید کی شرطوں میں سے۔

ساتویں شرط: انقیاد

زبان سے قبول کیا، لیکن اس پر عمل نہیں کیا۔ تو صرف زبان سے اقرار کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ اس لئے ساتویں شرط ہے کہ لا الہ الا اللہ اور اس کے تقاضوں کے ساتھ عملی اتباع کرنا۔ جس کی ضد چھوڑ نا ہے۔ اس کی دلیل: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾

اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکوکار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا تمام کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہے (لقمان:22)

اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا ہے اور کلمہ توحید کے تقاضوں پر عمل کرنا ہے۔ اسے کہتے ہیں الانقیاد۔

آٹھویں شرط: طاغوت کا انکار کرنا

لا الہ الا اللہ کے اقرار کے ساتھ ساتھ باطل معبودوں کا انکار کرنا بھی لازمی ہے۔ اس کی دلیل: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

اس لئے جو شخص اللہ تعالی کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالی پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (البقرۃ:256)

طاغوت ہر اس چیز کا نام ہے، جس کی عبادت کی گئی اور وہ اس پر راضی ہو۔ پتھر تو راضی نہیں ہوسکتا۔ نہ سورج، نہ چاند۔ تو جس نے ان کو معبود بنایا، وہ خود طاغوت ہے۔ لیکن انبیاء کو، فرشتوں کو، اللہ تعالی کے اولیاء کو معبود بنایا گیا، اور وہ ان سے راضی نہیں ہیں، وہ طاغوت نہیں ہیں۔ لیکن جو شخص اپنی عبادت کرواتا ہے، اور اس پر راضی بھی ہوتا ہے، تو وہ طاغوت ہے۔ اور آج آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو شیخ الاسلام کا درجہ دے دیا گیا ہے، اور وہ لوگوں کو سجدے کرواتے ہیں، یہ وہ طاغوت ہیں جن کے تعلق سے اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى﴾

اس لئے جو شخص اللہ تعالی کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالی پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔ (البقرۃ:256)

مضبوط کڑے کو تھام نہیں سکتے جب تک کہ ہر باطل معبود سے براءت کا اظہار نہ کریں اور اس کا انکار نہ کریں۔

ان شرطوں سے معلوم ہوا کہ کلمہ توحید صرف زبان سے اقرار کا نام نہیں بلکہ علم، یقین، اخلاص، محبت، سچائی، قبول، انقیاد، اور ہر باطل معبود کا انکار کرنے کے ساتھ اس کی عملی اتباع بھی ضروری ہے۔

کلمہ توحید کی شرطوں پر عمل نہ کرنے والوں کی بعض مثالیں

بعض ایسے لوگ دنیا میں آئے ہیں جنہوں نے کلمہ توحید کی شرطوں پر عمل نہیں کیا۔ لا الہ الا اللہ کے بارے میں صرف دل سے یہ جاننا کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں، کافی نہیں ہے۔

پہلی مثال: ابوطالب

ابوطالب جو نبی کریم ﷺ کے چچا تھے۔ اپنے دل سے جان چکے تھے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی برحق معبود نہیں ہے۔ لیکن نہ زبان سے اقرار کیا اور نہ دل سے قبول کیا، نہ عمل سے انقیاد کیا، نہ محبت تھی، نہ اخلاص تھا، نہ سچائی تھی۔ یہ ساری شرطیں نہیں تھیں، اور نہ ہی باطل معبودوں کا انکار کیا۔ تو صرف دل سے اس کو جاننے کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ علم، علم ہی رہا۔ اس کا فائدہ نہ ہوا۔ ابوطالب کہتے ہیں، معروف شعر ہے، جو سیرت ابن ہشام میں شرح عقیدہ الطحاویہ اور دیگر علماء نے اس کا ذکر کیا ہے۔ "کہ میں نے جان لیا کہ محمد کا دین سچا ہے۔ بلکہ سب سے بہترین دین ہے۔ دنیا میں جتنے بھی ادیان ہیں، سب سے بہترین دین محمد کا ہے۔ لیکن مجھے یہ ڈر ہے، یہ خدشہ ہے، کہ اگر میں مان لوں تو میری مذمت کی جائے گی اور لوگ مجھے برا بھلا کہیں گے"۔ آخر ابوطالب کی وفات عبدالمطلب کے دین پر ہوئی۔

جب اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ اپنے چچا کے قریب ان کی زندگی کے آخری لمحات میں گئے تو آخری بات کیا تھی ابوطالب کی زبان پر، ابوجہل ایک طرف بیٹھا تھا اور دوسری طرف اس کا دوسرا مشرک اور بدکار ساتھی۔ ایک طرف نبی کریم ﷺ کھڑے ہیں اور کہتے ہیں: اے چچا! ایک

دفعہ کہہ دیں کہ لا الہ الا اللہ۔ میرے پاس کوئی حجت تو ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں، میں آپ کی سفارش تو کرسکوں۔ ابو جہل بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ آپ اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیں گے؟ کیا چھوڑ دو گے عبد المطلب کے دین کو؟ آخری الفاظ یہ کہے کہ میں عبد المطلب کے دین پر مرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ

دوزخ والوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا، اور اسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن سے ان کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ (مسلم: 214)

ایک روایت میں ہے، جہنم کے صرف دو انگارے رکھے جائیں گے، جہنم کا ایک جوتا پہنایا جائے گا، پس اس عذاب سے دماغ اُبل جائے گا۔ ابو طالب ایمان پر نہیں مرا بلکہ کفر پر مرا ہے۔ بعض لوگوں کو بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ واضح حدیث ہے صحیح مسلم کی۔ تو کیا نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ نے جھوٹ کہا؟ نعوذ باللہ! کیا ہم ان مولویوں کی باتوں کو سنیں اور مان لیں اور اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان کو جھٹلا دیں؟ عجب سی بات ہے، واللہ! ابو طالب نے دل سے مان لیا تھا لیکن لا الہ الا اللہ کی شرطوں کو پورا نہیں کیا، اسی لئے ابو طالب کفر پر مرا ہے۔

دوسری مثال: عبداللہ بن ابی سلول

زبان اور عمل سے اقرار کیا لیکن دل سے انکار کیا۔ ایسے لوگ بھی دنیا میں آئے ہیں، شاید آج بھی موجود ہوں، جو زبان اور عمل سے تو اقرار کرتے ہیں لیکن دل سے انکار کر دیتے ہیں۔ عبد اللہ بن ابی سلول منافقین کا سردار تھا۔ زبان سے کلمہ پڑھا، عمل سے نماز بھی پڑھتا تھا، روزہ بھی رکھتا تھا، حج بھی کرتا تھا، زکوٰۃ بھی دیتا تھا، تو زبان سے اقرار بھی ہے اور جسم سے عمل بھی ہے، لیکن دل سے یقین نہیں ہے، دل سے اس شخص نے جھوٹا کلمہ پڑھا اور منافقوں کا سردار ٹھہرا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴾

منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔ (النساء: 145)

کلمہ توحید کا خلاصہ

کلمہ توحید لاالہ الا اللہ کا معنی ہم نے جان لیا کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی برحق معبود نہیں۔کلمہ توحید کے دو ارکان ہیں۔نمبر ایک (لاالہ) یہ پہلا حصہ ہے۔یعنی ہر باطل معبود کا انکار کرنا۔دوسرا رکن ہے اثبات، اور یہ ہمیں ملتا ہے کلمہ توحید کے دوسرے حصے (الا اللہ) میں۔کلمہ توحید کی آٹھ شرطیں ہیں: علم، یقین، اخلاص، محبت، سچائی، قبول، انقیاد اور طاغوت کا انکار کرنا۔

کلمہ توحید کے متعلق بعض شبہات کا ازالہ

کلمہ توحید کے تعلق سے بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔اہل قبلہ کے نزدیک الہ کے معنی میں اختلاف ہے۔اہل قبلہ پانچ حصوں میں تقسیم ہو گئے۔

پہلا گروہ: الہ کا معنی = خالق، رازق اور تدبیر کرنے والا

ایک گروہ نے کہا کہ لاالہ الا اللہ میں الہ کا معنی ہے خالق، رازق، اور تدبیر کرنے والا۔یہ لوگ جہمی، معتزلی، اشعری اور ماتریدی گروہ کے نام سے معروف ہیں۔یہ آج بھی موجود ہیں۔ان کے نزدیک الہ کا معنی ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق، کوئی مالک اور کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔یہ معنی کیوں غلط ہے؟

پہلا جواب: اس معنی کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالی نے اپنی کتابیں نازل نہیں فرمائیں۔اور نہ ہی اپنے پیارے پیغمبر علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔اللہ تعالی نے اپنی کتابیں اور اپنے رسولوں کو توحید عبادت کی دعوت کے لئے مبعوث فرمایا۔جتنے بھی رسول آئے ہیں انکی دعوت یہ نہیں تھی کہ جان لو کہ تمہارا خالق، رازق، مالک اللہ تعالی ہے۔

دوسرا جواب: یہ معنی توحید ربوبیت کا معنی ہے۔کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق، مالک، رازق نہیں۔

تیسرا جواب: اس معنی کا اقرار تو مشرکین عرب، ابوجہل اور ابولہب بھی کرتے تھے۔لیکن اس کے باوجود وہ اسلام میں داخل نہ ہوئے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ کلمہ توحید کا یہ معنی کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی خالق، مالک اور تدبیر کرنے والا نہیں، غلط ہے۔

دوسرا گروہ: الٰہ کا معنی = فیصلہ کرنے والا

کلمہ توحید میں الٰہ کا معنی ہے حاکم۔یعنی فیصلہ کرنے والا۔اور یہ معنی خوارج کا معنی تھا۔خوارج وہ گروہ ہے جوسیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے خلاف نکلے۔اور صحابہ کرام پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ان کے خلاف جنگیں لڑیں۔عبد الرحمن بن ملجم ان کے سرداروں میں سے تھا۔معروف شخص ہے جس نے علی رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کیا۔یہ مردود اور ملعون بندہ خوارج میں سے تھا۔ان لوگوں کا نعرہ کیا تھا؟ کیوں نکلے تھے صحابہ کرام کے خلاف؟ اس لئے کہ وہ الٰہ کا معنی یہ لیتے تھے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں۔فیصلہ اور حاکمیت اللہ تعالی کا حق ہے۔کیا سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نہیں جانتے تھے؟ صحابہ کرام نہیں جانتے تھے؟ یہ بعد میں آنے والے لوگ کیا ان لوگوں سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں؟ سبحان اللہ، تو یہ معنی بھی غلط ہے۔

پہلا جواب: اس معنی کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالی نے اپنی کتابیں نازل نہیں فرمائیں۔اور نہ ہی اپنے پیارے پیغمبر علیہم السلام مبعوث فرمائے۔

دوسرا جواب: یہ معنی توحید ربوبیت اور الوہیت میں شامل ہے۔حاکمیت اللہ تعالی کی ہے بلکہ تینوں توحید کی قسموں میں توحید الوہیت، توحید ربوبیت، توحید اسماء وصفات میں بھی یہ معنی شامل ہے۔
اللہ تعالی حکمت والا ہے۔الحاکم، الحکیم اللہ تعالی کا نام ہے۔حکمت اللہ تعالی کی صفت ہے۔اور توحید ربوبیت میں حاکم فیصلہ کرنے والا ہے۔حکم اللہ تعالی کا چلتا ہے اور جب اللہ تعالی کے سامنے سر جھکا کر ہم یہ مان لیتے ہیں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں، تو ہم اس کی عبادت بھی کرتے ہیں۔

تیسرا جواب: یہ معنی اہل بدعت کا بیان کردہ ہے۔جیسا کہ میں نے کہا خوارج کا بیان کردہ معنی ہے اور اہل بدعت کے جتنے بھی بیان کردہ الٰہ کے معنی ہیں، سب غلط ہیں۔اللہ تعالی معبود برحق ہے۔یہی حق معنی ہے۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ کلمہ توحید کا معنی اللہ تعالی کے سوا کوئی حاکم نہیں، غلط ہے۔

تیسرا اور چوتھا گروہ: الٰہ کا معنی = معبود اور موجود

بعض لوگوں نے کہا کہ الٰہ کا معنی معبود ہے اور بعض نے کہا موجود ہے اور یہ دونوں معنی جہمی اور صوفی کے ہیں اور ان کی مختلف کتابوں میں کلمہ توحید کے معنی کو تین قسموں میں بیان کیا گیا ہے۔مبتدی

کے لئے لا الہ الا اللہ میں الہ کا معنی معبود ہے۔ متوسط کے لئے مقصود ہے اور منتہی کے لئے موجود ہے۔ یہ معنی کیوں غلط ہے؟

پہلا جواب معبود کے متعلق: اللہ تعالی نے سچے اور جھوٹے معبودوں کو الگ الگ کرنے کے لئے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور پیغمبر علیہم السلام مبعوث فرمائے۔

اگر الہ کا یہ معنی صرف معبود ہوتا تو معبود تو بہت سارے تھے۔ درخت کی عبادت کی گئی، پتھروں کی عبادت کی گئی، انبیاء اور اولیاء کو بھی پکارا گیا اور ان کی عبادت کی گئی۔ تو پھر کون الگ کرے کہ سچا معبود کون سا ہے اور جھوٹا معبود کون سا ہے۔ اللہ تعالی نے اس فرق کو پہچاننے کے لئے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور اپنے رسول علیہم السلام کو بھیجا۔

دوسرا جواب معبود کے متعلق: حقیقت کے خلاف ہے۔ کہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کی گئی۔ قرآن اور صحیح احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ باطل معبودوں کی عبادت کی گئی۔ چاند، سورج، درخت، بتوں، پتھروں، انبیاء اور فرشتوں کو اللہ تعالی کے سوا پکارا گیا اور ان کی عبادت کی گئی۔

تیسرا جواب معبود کے متعلق: اس معنی میں اس بات کا پیغام ہے کہ سارے معبود صحیح ہیں اور وہ اللہ ہیں، نعوذ باللہ!

چوتھا جواب معبود کے متعلق: وحدت الوجود اور وحدت الحلول کی طرف پہلا قدم ہے۔

یہ جاننا کہ خالق اور مخلوق ایک ہے اسے کہتے ہیں وحدت الوجود (اس باطل عقیدے کی بنیاد یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے) اور یہ جاننا کہ اللہ تعالی ہر چیز میں حل ہو گیا ہے اسے کہتے ہیں وحدت الحلول (ان باطل عقائد کی بنیادی وجہ یہ جاننا ہے کہ الہ کا معنی معبود ہے کہ سارے معبود سچے اور برحق ہیں)۔

پہلا جواب موجود کے متعلق: اس معنی کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالی نے اپنی کتابیں نازل نہیں فرمائیں۔ اور نہ ہی اپنے پیارے پیغمبر علیہم السلام مبعوث فرمائے۔

دوسرا جواب موجود کے متعلق: وحدت الوجود، وحدت الحلول کی بنیاد ہے۔ پہلے تو یہ کہا کہ ہر چیز اللہ ہے۔ نعوذ باللہ، پھر ایک قدم آگے بڑھے، اور کہا کہ اللہ تعالی ہر جگہ موجود ہے۔

تیسرا جواب موجود کے متعلق : کفر یہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو کفر اور بدعات سے محفوظ فرمائے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ کلمہ توحید کا معنی اللہ تعالی کے سوا کوئی موجود نہیں، غلط ہے۔

پانچواں گروہ :الہ کا معنی = معبود برحق

یہ معنی اہل سنت والجماعت کا معنی ہے۔ اگر آپ سنی ہیں، اہل سنت والجماعت سے آپ کا تعلق ہے تو آپ کے نزدیک یہ معنی ہونا چاہئے کہ الہ کا معنی معبود برحق ہے۔ یہی ایک ہی معنی سچ اور حق ہے۔

خلاصہ کلام

کلمہ توحید کا معنی، مفہوم، ارکان، اور شروط بیان کی جا چکی ہیں۔ اور بعض غلط فہمیوں کا ازالہ بھی کیا ہے۔ ہم بہت سارے خیر سے محروم تھے۔ ایک بڑی کمی تھی ہماری زندگی میں کہ کلمہ توحید کے معنی کو جاننا، سمجھنا اتنا آسان تھا اور ہم اس سے اتنی دور تھے۔ سبحان اللہ! تو آج ہم نے جان لیا کہ کلمہ توحید کا معنی کیا ہے۔ صحیح مفہوم کیا ہے۔ ارکان وشروط کیا ہیں۔ ارکان اور شروط کو جاننے کی کیا ضرورت ہے اور کیا اہمیت ہے؟ ابو جہل، ابو طالب اور عبد اللہ بن ابی سلول میں کیا فرق ہے؟ ابو جہل یہ جانتا تھا، کہ اللہ تعالی واحد رازق، واحد خالق ہے، مالک ہے۔ تو پھر کیوں مسلمان نہیں ہوا؟ ابو طالب نے دل سے جانا، کہ اللہ واحد معبود برحق ہے۔ لیکن زبان اور عمل سے اقرار نہیں کیا۔ تو وہ بھی کافر ٹھہرا۔ عبد اللہ بن ابی سلول زبان سے بھی اقرار کر چکا تھا، عمل سے بھی اقرار کیا، لیکن دل سے نہیں مانا، تو منافقوں کا سردار ٹھہرا۔ وہ بھی کفر پر مرا۔ ہم مسلمان ہیں، ہماری سلامتی، ہماری بنیاد کلمہ توحید کو صحیح سمجھنے میں ہے۔

کلمہ توحید کے تعلق سے ہم نے یہ جان لیا کہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے اور کلمہ شہادت میں ہم گواہی دیتے ہیں توحید کی۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ تو دونوں (کلمہ توحید اور کلمہ شہادت) میں فرق ہے۔ کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ نہیں ہے۔ بلکہ لا الہ الا اللہ کی گواہی ہے۔ شہادت کی آٹھوں شرطیں موجود ہیں۔ شہادت کی بنیاد علم ہے۔ علم کی بنیاد یقین پر ہوتی ہے۔ یقین کی بنیاد اخلاص پر ہوتی ہے۔ اخلاص سچائی کی بنیاد پر ہوتا ہے اور اس طریقے سے سچائی محبت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ پھر قبول ہے، انقیاد ہے، کفر باطاغوت ہے۔ یہ سارے کے سارے اَشْھَدُ میں موجود ہیں۔

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں، کہ جو ہم نے پڑھا ہے، جو ہم نے سمجھا ہے، اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کی طرف دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔کلمہ توحید کو آگے بھی سکھائیں۔ لوگوں کو، اپنے گھر والوں کو، اپنے دوست احباب کو، اپنے قریبی رشتہ داروں کو اور پڑوسیوں کو سمجھائیں۔ واللہ اگر اللہ تعالی آپ کی وجہ سے ایک شخص کو بھی راہ راست پر لگا دیتا ہے، اسے ہدایت دیتا ہے،تو ساری دنیا کی نعمتیں ایک طرف اور یہ نعمت ایک طرف۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے، کہ اللہ تعالی ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن اور سنت پر چلنے، سلف الصالحین کے منہج پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔کلمہ توحید پر عمل کرنے کی، اس کی طرف دعوت دینے کی، اور اس پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

دوسرا حصہ

محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد (ﷺ) کون ہیں؟

نبی (ﷺ) کا نسب:

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم اور ہاشم قریش کے قبیلے میں سے ہیں، اور قریش کا قبیلہ بنوعدنان سے ہے۔اور بنو عدنان سیدنا اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہیں۔ اسماعیل (علیہ السلام) ابراہیم (علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) کا نسب ابراہیم (علیہ السلام) تک جاتا ہے۔

نبی (ﷺ) کی کنیت:

آپ (ﷺ) کے بڑے بیٹے کا نام قاسم تھا اس لیے آپ (ﷺ) کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

نبی (ﷺ) کے پانچ پیارے نام:

اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ

رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں میں محو کرنے والا ماحی ہوں کہ اللہ تعالی میرے ذریعہ سے کفر کو مٹاتا ہے اور حاشر ہوں کہ (قیامت کے دن) سب لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں (کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔
(صحیح بخاری)

محمد: مخلوقات میں سے جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو اسے محمد کہتے ہیں اور یہ نام اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر (ﷺ) سے پہلے کسی کا نام نہیں تھا۔یہ نام انمول ہے، خاص ہے اور خاص شخصیت کے لئے ہے۔

احمد: سب سے زیادہ حمد کرنے والا۔

ماحی: مٹانے والا، کفر کو مٹانے والا۔

حاشر: میدان محشر میں جن کے سامنے لوگ کھڑے ہوں گے اور حشر ہوگا۔

عاقب: جس کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔

نبی (ﷺ) کی جائے پیدائش اور تاریخ وفات:

آپ (ﷺ) کی پیدائش مکہ مکرمہ میں، پیر کے دن، ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی۔ آپ (ﷺ) کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا 9 ربیع الاول ہے، بعض نے کہا 10 ربیع الاول ہے، بعض نے 11 ربیع الاول اور بعض نے 12 ربیع الاول کہا ہے۔ اور سب سے زیادہ قوی قول 9 تاریخ کا ہے، جیسے کہ مورخین کہتے ہیں۔ جبکہ 12 ربیع الاول کو آپ کی پیدائش میں شدید اختلاف ہے۔ اس کے برعکس امت کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کی وفات 12 ربیع الاول کو ہوئی ہے۔

نبی (ﷺ) کے گھر والے:

والدین: والد کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب اور والدہ کا نام آمنہ بنت وہب تھا۔

بیویاں: اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کی 11 بیویاں تھیں۔ ان میں سے بعض کے نام سیدہ خدیجہ، سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ، سیدہ زینب (رضی اللہ عنہن اجمعین) ہیں۔

بچے: اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کے 7 بچے تھے۔ ان میں سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔ ان کے نام بغیر ترتیب کے مندرجہ ذیل ہیں: قاسم، زینب، رقیہ، فاطمہ، ام کلثوم، عبداللہ اور ابراہیم۔ اور سب کی وفات آپ (ﷺ) کی زندگی میں ہوئی سوائے سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے، جو آپ (ﷺ) کی وفات کے 6 مہینے بعد فوت ہوئیں۔

رشتہ دار: اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کے 11 چچا تھے اور 6 پھوپھیاں تھیں۔ ان میں سے 2 چچا اور 1 پھوپھی مسلمان ہوئے۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں: سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب، سیدنا عباس بن عبدالمطلب اور صفیہ بنت عبدالمطلب (رضی اللہ عنہم)۔

محمد (ﷺ) کا حلیہ مبارک

چہرہ مبارک: گول، پرکشش، گورا، روشن رنگ، سرخی آمیز، چودھویں کے چاند جیسا۔

چہرہ کے متعلقات: رخسار ہلکے، پیشانی کشادہ، بھویں باریک اور کامل، آنکھیں بڑی، داڑھی گھنی۔ بعض صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ ہم پیچھے سے کھڑے ہو کر اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) کی داڑھی دیکھ لیا کرتے تھے۔ سفید بالوں کی تعداد بیس تھی (داڑھی کے)۔

نبی (ﷺ) دنیا میں ایسی شخصیت ہیں جن کی داڑھی کے سفید بال بھی گنے گئے۔صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے صرف سنت کو محفوظ نہیں کیا، صرف اللہ تعالیٰ کے نبی (ﷺ) کے فرمان کو محفوظ نہیں کیا، بلکہ ان کا حلیہ مبارک یہاں تک کہ داڑھی کے سفید بال کتنے ہیں یہ بھی گن لیے۔

سر، گردن اور بال کے تعلق سے: سر بڑا، گردن لمبی، بال لمبے، درمیان سے مانگ۔

قد و قامت اور جسامت: قد خوبصورت، قامت معتدل، جسامت معتدل، بدن بھرا ہوا، کندھے چوڑے، قدم کشادہ۔

محمد (ﷺ) کو نبوت اور رسالت کیسے ملی؟

اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کو نبوت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا (العلق:1)

غار حراء میں یہ سب سے پہلی وحی تھی۔جو دین اسلام کا سب سے پہلا اور بنیادی پیغام ہے۔اس وقت اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کی عمر 40 سال تھی۔دین کی بنیاد علم ہے اور علم حاصل کرنے سے آتا ہے مسلمان کبھی جاہل نہیں ہوسکتا۔اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کا امتی، اگر سچا امتی ہے تو جاہل نہیں ہو سکتا۔یہ علم والی امت ہے اور جب بھی اس امت نے علم کا اہتمام کیا، خاص طور پر اس دین کا اہتمام کیا، یہ امت سب سے بلند مرتبہ پر فائز ہوئی۔ساری امتوں کو پیچھے چھوڑ دیا اور جیسے ہی اس امت نے علم کے راستے کو چھوڑا تو وہ ذلیل اور خستہ حالت ہوگئی۔اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کو رسالت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ملی:

﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾﴾

اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھو اور لوگوں کو آگاہ کرو (المدثر:2-1)

شرک سے آگاہ کرنے کو کہا جا رہا ہے۔اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) کی نبوت کی زندگی 23 سالوں پر محیط تھی۔ان 23 سالوں میں پوری دنیا میں جو تبدیلی آئی ہے کوئی دوسرے انسان نے نہ کبھی کیا ہے اور نہ کبھی کر سکے گا۔مکہ شہر ہر طرف سے پہاڑ اور صحرا سے گھرا ہوا تھا۔جہاں پر پانی ملنا بھی مشکل تھا۔سیدنا

عثمان (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں کلمہ توحید کا پیغام فرانس اور یورپ تک پہنچ چکا تھا۔23 سالہ زندگی وحی کی زندگی ہے۔اس 23 سالہ زندگی کی تقسیم دو حصوں میں ہوتی ہے۔13 سالہ مکی زندگی اور 10 سالہ مدنی زندگی۔13 سالہ مکی زندگی میں ایک ہی دعوت تھی، ایک ہی پیغام تھا:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵﴾

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں (الفاتحۃ:5)

نماز کا حکم اور اس کی فرضیت مکہ میں ہجرت سے 2 سال پہلے ہوئی۔لیکن اس کی تفصیلات بعد میں مدینہ میں مکمل ہوئی۔ پہلے پورے 10 سال مکی زندگی میں صرف اور صرف توحید تھی۔آج دعوت توحید کے لیے اگر ہم دو درس ایک ساتھ دے دیں تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ کیا توحید توحید کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔کبھی نماز پر بات کرو، زکوۃ پر بات کرو، کبھی روزے پر بات کرو، کبھی حسن اخلاق کی بات کرو، رشتے داروں کے حقوق کے متعلق بات کرو، یہ کیا توحید کو پکڑا ہوا ہے۔10 سال اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) نے صرف توحید کی دعوت دی۔اور نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو سال صرف توحید کی دعوت دی۔دوسری کوئی اور دعوت نہیں تھی۔جب توحید کو نہیں مانا تو دوسری کیا دعوت دیتے۔نوح علیہ السلام نے اس قوم کو دعوت دی ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو، استغفار کرو، شرک سے توبہ کرو۔اگر شرک ہے تو پھر کوئی اور عبادت باقی نہیں رہے گی۔شرک سے توبہ سب سے پہلے ہے۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲﴾ اے کپڑا اوڑھنے والے (1) کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے (2) (شرک سے لوگوں کو آگاہ کرو)۔دس سالہ مدنی زندگی میں نماز کی تفصیل ہے، روزے ہیں، زکوۃ ہے، حج ہے، جہاد ہے۔باقی سارے کے سارے احکام مدینہ میں نازل ہوئے۔اور توحید کا پیغام بھی جاری رہا۔

کیا نبی اور رسول میں کوئی فرق ہے؟

اللہ تعالیٰ سورۃ الحج آیت نمبر 52 میں فرماتے ہیں:

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ﴾

ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ ملا دیا (سورۃ الحج:52)

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ رسول اور نبی میں فرق ہے۔رسول کا لفظی معنی: پیغام پہنچانے والا، اور شرعی معنی: اللہ تعالی کے پیغام (وحی) کو پہنچانے والا۔

وحی نازل ہوتی ہے پھر اس پیغام کو آگے بھی پہنچانا ہے۔ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: کہ نبی مومنوں کی طرف بھیجا جاتا ہے، اور رسول مشرکوں کی طرف بھیجا جاتا ہے جب تک شرک نہیں تھا تب تک رسول بھی نہیں تھا۔سب سے پہلے رسول نوح (علیہ السلام) ہیں۔آدم (علیہ السلام) سے لے کر نوح (علیہ السلام) تک دس پیڑھیوں کا عرصہ تھا۔اس میں کوئی شرک تھا ہی نہیں۔اسی لیے رسول بھی نہیں بھیجے گئے۔صحیح بخاری میں معروف شفاعت کی حدیث ہے کہ جب لوگ آدم (علیہ السلام) کے بعد سفارش کے لیے سب سے پہلے رسول نوح (علیہ السلام) کی طرف جائیں گے تاکہ حساب شروع ہو اور یہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔اس سے پتہ چلا کہ سب سے پہلے رسول آدم (علیہ السلام) نہیں ہیں بلکہ نوح (علیہ السلام) ہیں۔آدم (علیہ السلام) کے زمانے میں شرک تھا ہی نہیں۔جنت سے زمین پر موحد اترے۔اولاد مومن اور موحد تھی۔اولاد بڑھتی گئی۔توحید باقی رہی لیکن باقی اور گناہ موجود تھے۔جیسے کہ قتل، حسد، جھوٹ، بدکاری، زنا کاری اور گانا بجانا وغیرہ۔بہت کچھ تھا، لیکن شرک نہیں تھا۔سب سے پہلے شرک کا آغاز نوح (علیہ السلام) کے زمانے میں ہوا۔صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سورت نوح آیت نمبر 23 کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ پانچ بت تھے۔ود، سواع ، یغوث یعوق، نسر۔یہ پانچوں حقیقتا اللہ تعالی کے نیک اور صالح بندے تھے۔جب یہ مر گئے، پھر ان کی تعظیم کی گئی اور ان کے مجسمے بنا کر اپنی مجلسوں میں رکھنے لگے۔بعد میں جب علم جاتا رہا تو ان کی عبادت شروع ہو گئی۔

محمد رسول اللہ اور اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ کا معنی

محمد رسول اللہ کا معنی:

یہ جملہ اسمیہ ہے۔محمد مبتدا ہے۔رسول خبر ہے۔اور اللہ تعالی کا اسم کریم مضاف الیہ ہے۔محمد کی خبر ہے رسول اللہ۔یہ خبر ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالی کے رسول ہیں۔اور اس خبر کی تصدیق کرنا فرض ہے۔

کیونکہ خبر دینے والا اللہ تعالی ہے۔ اور اللہ تعالی کی خبر کی تکذیب کرنا کفر ہے۔ اللہ تعالی کے فرمان کو جھٹلانا کفر ہے۔ اس جملے میں ہمیں یہ پیغام ملتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے رسول ہیں۔

اَشْهَدُ کا معنی :

اشہد جملہ فعلیہ ہے۔ اشہد کا مطلب ہے میں گواہی دیتا ہوں۔ گواہی کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور گواہی کے لیے علم اور یقین کا ہونا فرض ہے۔ دنیا میں بھی جب قاضی کے پاس کوئی مسئلہ پہنچتا ہے اور وہ فیصلہ کرنے سے پہلے گواہوں کو بلاتا ہے تو ان گواہوں میں سے کون سا گواہ صحیح ہوتا ہے؟ کس کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے؟ جس کا علم یقینی ہو۔ جب میں کہتا ہوں اشہد: تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے علمی یقین ہے۔ میں گواہی دے رہا ہوں۔ یعنی علم اور یقین کی بنیاد پر میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اَنَّ کا معنی :

یہ تاکید کے لیے ہے۔ اس گواہی کی مزید تاکید ہے۔ کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ اور شک کرنا کفر ہے۔ جس نے شک کیا کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے رسول ہیں یا نہیں، وہ کافر ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ گواہی بھی ہے پھر اس گواہی کی تاکید بھی ہے۔

محمداً :

رسول اللہ ﷺ کا نام۔

عَبْدُهُ کا معنی:

اللہ تعالی کی بندگی کرنے والے، سب سے افضل بندے۔ اور عبد کبھی معبود نہیں ہوسکتا۔ غلو کی گنجائش نہیں ہے۔ جس نے بھی بندوں میں سے کسی کو معبود کا درجہ دیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ غلو کرنا کفر ہے۔

رَسُولُهُ کا معنی:

اللہ تعالی کے پیغام کو پہنچانے والے۔ سب سے افضل رسول اور رسول کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ تکذیب کی کوئی گنجائش نہیں۔ تکذیب کرنا کفر ہے۔

محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کیا حقوق ہیں؟

محمد (ﷺ) اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ہیں۔ یہ تو ہم جانتے ہیں۔ لیکن ان کے کیا حقوق ہیں ہم پر؟ جب میں کہتا ہوں "اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ" اب میرے اوپر یہ فرض ہے کہ میں یہ جان لوں کہ اللہ کے پیغمبر (ﷺ) کے حقوق کیا ہیں۔

نبی (ﷺ) کا پہلا حق: رسالت پر ایمان

یہ حق سب سے اہم ہے، رسالت پر ایمان کا سب دعوی کرتے ہیں۔ اور اس سے اکثر غافل ہیں۔ رسالت پر ایمان اللہ کے رسول کے حقوق میں سے سب سے عظیم حق ہے۔ اگر ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالی سورۃ النساء آیت نمبر 136 میں فرماتے ہیں۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

اے ایمان والو! اللہ اور رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ۔ (النساء:136)

حکم ہے! ایمان لانا ضروری ہے۔ اے ایمان والو! ایمان لاؤ۔ فعل امر وجوب یا فرضیت کے لیے ہے۔

اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) فرماتے ہیں:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ اس امت کا کوئی بھی یہودی اور نصرانی جو میرے بارے میں سنے اور وہ اس حالت پر مرے کہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے جسے دیکر میں بھیجا گیا ہوں تو اس کا ٹھکانہ جہنم والوں میں سے ہوگا۔ (مسلم)

جو رسالت پر ایمان نہیں لاتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یعنی جس کو رسالت پر ایمان پر ذرا سا بھی شک ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ رسالت پر ایمان ارکان ایمان میں سے چوتھا رکن ہے۔ اور یہ (رسول اللہ ﷺ پر ایمان) سب سے اہم ہے۔

رسالت پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے؟

مجھے رسالت پر ایمان ہے۔ اس کا مطلب محمد (ﷺ) کا اللہ تعالی کے نبی ہونے پر ایمان ہے۔ تو اس کا کیا معنی ہے؟ یہ لفظ، یہ معنی کیا تقاضہ کرتا ہے؟ یہ چار چیزوں پر مشتمل ہے۔

رسالت پر ایمان لانے کا پہلا طریقہ: خبر کی تصدیق کرنا

جو بھی آپ (ﷺ) فرماتے ہیں، اس کی تصدیق کرنا فرض ہے۔ یہ قرآن مجید اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ یہ ہمیں کس سے ملا؟ اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) سے اس کی تصدیق ہوئی۔ جو آپ (ﷺ) کا فرمان

ہے،اس کی تصدیق کرنا فرض ہے۔مثلاً،اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں :إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔صحیح بخاری کی پہلی روایت۔میرا ایمان ہے کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔کیوں؟ کیونکہ یہ نبی (ﷺ) کا فرمان ہے۔تو خبر کی تصدیق کرنا فرض ہے۔جو کچھ بھی آپ (ﷺ) کا فرمان ہے،اس کی تصدیق کرنا فرض ہے،اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا﴾

اور قوم نوح نے بھی جب رسولوں کو جھوٹلایا تو ہم نے انھیں غرق کر دیا اور لوگوں کے لئے انھیں نشان عبرت بنا دیا۔اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔(الفرقان:37)

وہ بھی ظالم تھے۔ہر زمانے میں جو بھی ظالم آتے رہیں گے،جو ایسا ظلم کریں گے۔یہی سزا ان کے لیے بھی ہے۔قوم نوح نے کتنے رسولوں کو جھٹلایا؟ صرف ایک رسول کو جھٹلایا۔لفظ کیا ہے؟" كَذَّبُوا الرُّسُلَ " اور " كَذَّبَ الرَّسُول " میں کیا فرق ہے؟ رسول مفرد ہے۔رسل جمع ہے۔جمع تکسیر ہے۔نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے۔تو پھر یہ جمع کا صیغہ کیوں ہے؟ کیونکہ ہر رسول کا ایک ہی پیغام ہے۔جس نے ایک رسول کو بھی جھٹلایا، اس نے سارے رسولوں کو جھٹلایا۔اللہ اکبر! قوم نوح کا جرم کیا تھا؟ رسالت کو جھٹلایا۔بنیادی پیغام کو جھٹلایا۔توحید کو جھٹلایا۔سزا کیا ملی؟ أَغْرَقْنَاهُمْ۔ہم نے انہیں غرق کر دیا۔یہ سزا ہر اس شخص کو ملی جو نوح علیہ السلام کی رسالت کا منکر تھا۔آج جو لوگ رسالت پر ایمان نہیں لاتے وہ اپنے گناہوں میں غرق ہو جاتے ہیں۔اور یہ اس سے بھی بڑھ کر سزا ہے۔پانی میں غرق ہوئے تو عمل منقطع ہو گئے۔اس سے بڑھ کر سزا یہ ہے کہ کسی شخص کی عمر لمبی ہو جائے اور وہ گناہ پر گناہ کرتا جائے۔نافرمانی پر نافرمانی کرتا جائے۔یہ اس سے بھی زیادہ عذاب ہے۔(نعوذ باللہ)

رسالت پر ایمان لانے کا دوسرا طریقہ: حکم کی تعمیل کرنا

جو بھی حکم ہمیں ملا ہے،اس حکم کی تعمیل کرنا۔اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) نے ہمیں کئی پیغام دیے ہیں۔کسی حدیث میں کوئی حکم ہو نبی (ﷺ) کا،جیسا کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا داڑھی کو چھوڑ دو۔یہ حکم (فعل امر) ہے۔اور حکم فرضیت کے لیے ہوتا ہے۔جو بھی آپ کا حکم ہمیں ملتا ہے فوراً اس کی تعمیل

کرنی ہے۔اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾

اور تمہیں جو کچھ رسول (ﷺ) دے لے لو۔ (الحشر :07)

رسالت پر ایمان لانے کا تیسرا طریقہ: منع کردہ چیزوں سے رک جانا

اس کی دلیل میں، سورۃ الحشر آیت نمبر 7 میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

اور جس سے روکے رک جاؤ (الحشر :07)

تقوی کے بغیر نہ تو آپ حکم پر عمل کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی منع کی ہوئی چیز سے رک سکتے ہیں۔ اور نہی کی مثال، کوئی ایسی حدیث جس میں نبی (ﷺ) نے کسی چیز سے منع کیا ہو جیسے شراب منع ہے، سود، زنا کاری منع ہے۔ شرک منع ہے (وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا) (اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو)۔ نہی کا صیغہ بعض اوقات حکم سے بھی ہوتا ہے جیسے (اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ۔۔۔۔) (سات ہلاک کرنے والی باتوں سے دور رہو۔۔۔) (متفق علیہ)۔ بعض اوقات خبر سے بھی ہوتا ہے جیسے (مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ) (جس نے بھی کوئی نئی چیز ہمارے اس امر (دین) میں ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے) (صحیح مسلم)۔ کس چیز سے منع کیا گیا ہے؟ بدعت سے۔ نہی کا لفظ مفہوم میں موجود ہے۔ تو یہ چیزیں جاننا ضروری ہے۔

رسالت پر ایمان لانے کا چوتھا طریقہ: عبادت اللہ تعالی کے نبی (ﷺ) کے طریقے پر کرنا

اس کی دلیل سورۃ آل عمران آیت 132 میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (آل عمران:132)

عبادت کی دو شرائط ہیں، ان کے بغیر عبادت اللہ تعالی کے ہاں قابل قبول نہیں۔

عبادت کی پہلی شرط: اخلاص

اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ﴾

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں (اللہ کی طرف) یکسو ہو کر (ابراہیم حنیف کے دین پر)۔ (البینہ:05)

اور اخلاص کی تفصیل اس رسالے کے شروع میں لاالہ الااللہ کی تشریح میں گزر چکی ہے۔

عبادت کی دوسری شرط: اتباع

اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (آل عمران:132)

اور اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

جس نے میرے امر میں نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے۔ (بخاری)

دوسری روایت میں اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے۔ (مسلم)

آپ (ﷺ) کی صحیح اتباع چھ طریقوں سے ہوتی ہے۔ اگر ہم ان کو جان لیں گے تو اِن شاء اللہ ہم سے کبھی بھی بدعت نہیں ہوگی۔ پھر بدعات کو اچھے طریقے سے پہچان سکتے ہیں۔

صحیح اتباع کا پہلا طریقہ: جنس کو جاننا

ہم جانتے ہیں کہ عبادات کی جنس (قسمیں) بہت ساری ہیں۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج، عمرہ، دعا، قربانی اور نذرونیاز یہ ساری عبادات ہیں۔ کیوں عبادت ہے؟ اس لیے کہ اس کی دلیل موجود ہے۔ جس نے دلیل کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی نئی جنس ایجاد کرنے کی کوشش کی، تو اس نے بدعت کی۔ اس نے نبی (ﷺ) کی اتباع نہیں کی۔ اور یہ حدیث "مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ

رَدٌّ" (جس نے ہمارے امر میں نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے) واضح ہے کہ دین میں نئی چیزیں ایجاد کرنا ناجائز ہے۔اس کے بعد کوئی نئی چیز ایجاد کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اِحۡدَاثۡ نئی چیز کو کہتے ہیں۔ جو عبادات ہیں وہ مکمل ہو چکی ہیں۔ پورا دین مکمل ہے۔ اور عبادات بھی ساری مکمل ہیں۔اور تمام عبادتوں کو نبی کریم ﷺ نے بیان کر دیا ہے۔

صحیح اتباع کا دوسرا طریقہ: قِسم

جنس تو ایجاد نہیں کرتے ہم۔ جتنی ہیں اتنی موجود ہیں۔لیکن قِسم، نماز ایک عبادت ہے۔ کتنی قِسمیں ہیں؟ سنت نماز ہے، نفل نماز ہے، فرض نماز ہے۔ پھر اسکی مزید تفصیل ہے۔ وضو کی دو رکعت پڑھتے ہیں۔ تحیۃ المسجد، طواف کے بعد دو رکعت، تو یہ ساری کی ساری نماز کی قِسمیں ہیں۔ اجمال اور تفصیل سے۔ کوئی نئی قِسم ایجاد کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ مثال کے طور پر جب نیا کپڑا پہنا جاتا ہے، اور اگر کوئی اس کے لیے دو رکعت نماز پڑھتا ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟ جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ آپ (ﷺ) سے ثابت نہیں ہے۔ غلطی کہاں پر ہوئی، ایک نئی قِسم ایجاد کر دی کے جب بھی نیا کپڑا پہنا تو دو رکعت پڑھنی ہے۔ دین میں نئی چیزوں کو ایجاد کرنے سے منہ کرتے ہوئے اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: "مَنۡ عَمِلَ عَمَلاً لَّیۡسَ عَلَیۡهِ أَمۡرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔"" جس نے کوئی ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے۔" کیا یہ عمل نبی ﷺ کا تھا؟ کہ جب نئے کپڑے پہنتے تھے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے؟ نہیں۔ آپ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے۔ تو یہ طریقہ غلط ہے۔

صحیح اتباع کا تیسرا طریقہ: مقدار

ہر عبادت کے لیے ایک قید لگا دی گئی ہے اس کی مقداریں۔ فجر کی دو رکعت ہیں۔ جو تین رکعت پڑھنا چاہتا ہے، کیا اس کی نماز قبول ہوگی؟ نہیں بلکہ مردود ہے۔ کیوں؟ نماز بھی ہے، قِسم بھی ہے، فرض نماز ہے، کیا فرق پڑتا ہے۔ آخر ایک رکعت میں کتنا خیر ہے۔ سورت الفاتحہ پڑھی جاتی ہے، اس میں تکبیر ہے، حمد و ثناء ہے، اللہ تعالی کا ذکر ہے، دعائیں ہیں۔ تو ایک رکعت پڑھنے سے فائدہ ہے یا نقصان؟ نقصان ہے۔ جس نے تین رکعت پڑھ لی اس کی دو رکعت بھی نہیں ہوگی۔ جس نے تین رکعت پڑھ لیں اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس نے مقدار میں غلطی کر دی۔

صحیح اتباع کا چوتھا طریقہ: طریقہ

نماز کا طریقہ دیکھیں۔ پہلے قیام، پھر رکوع، پھر سجدہ ہے۔تو سجدہ سے پہلے رکوع کرنا ہوتا ہے۔اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں نماز سجدے سے شروع کرنا چاہتا ہوں۔سجدہ اللہ تعالی کو بہت پسند ہے۔ پہلے سجدہ کروں گا، پھر رکوع کروں گا، پھر قیام کروں گا۔ کیا اس کی نماز ہوگی؟ غلطی کہاں پر ہوئی، طریقے میں۔ مقدار تو ٹھیک ہے، اس نے دو رکعت پڑھی ہیں، لیکن آغاز اس نے نبی (ﷺ) کے طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے پر کیا ہے۔تو ایسے شخص کی نماز ہی نہیں ہوئی جس نے اپنی نماز سجدہ سے شروع کی۔

صحیح اتباع کا پانچواں طریقہ: وقت

دو قسم کا وقت ہے، ایک عام اور ایک خاص۔ عام کی مثال جیسے درود پڑھنا، جس نے بھی آپ ﷺ پر درود پڑھا اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ کوئی خاص وقت کی قید نہیں ہے۔ عام ہے، مطلق ہے۔جس وقت مرضی درود پڑھے۔ اگر کوئی شخص ہر اذان سے پہلے درود پڑھنا چاہتا ہے تو کیا یہ جائز ہے؟ نہیں! کیوں جائز نہیں ہے؟ کیونکہ درود کے لیے خاص وقت متعین نہیں ہے۔ اگر تم نے مقرر کیا ہے تو اب اس خصوصیت کی اور دلیل ہونی چاہیے۔ یہ بات درست ہے کہ اذان کی فضیلت ہے، درود کی بھی فضیلت ہے۔لیکن اذان سے پہلے درود کو جوڑ دینا، اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ دلیل کیا ہے آپ کے پاس کہ یہ غلط ہے؟ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: "مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" ۔"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں، وہ مردود ہے" ۔ یہ دلیل ہے۔

خاص وقت کو عام کر دینے کی مثال: نماز کا خاص وقت ہے۔ فجر کی نماز پڑھی سورج طلوع ہونے کے بعد۔ بغیر عذر شرعی کے کیا نماز ہوگی؟ نہیں ہوگی۔ خاص وقت ہے۔ اس وقت کے اندر آپ کو نماز پڑھنی ہے۔تو عام کو خاص کرنا اور خاص کو عام کرنا بدعت ہے۔ یہ قاعدہ یاد رکھیں۔

صحیح اتباع کا چھٹا طریقہ: جگہ

جگہ کو عام یا خاص کرنا۔بعض عبادات کو جگہ سے جوڑ دیا گیا ہے۔قید لگا دی گئی ہے۔اور بعض کو عام کر دیا گیا ہے۔ اب نماز ہے۔کہیں بھی پڑھی جا سکتی ہے، کوئی خاص جگہ ہے؟ اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں: "جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا" ۔"میرے لیے ساری کی

ساری زمین مسجد اور پاک کر دی گئی ہے" (بخاری)۔مسلمان کو جہاں کہیں بھی پاک جگہ ملے وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔نماز باجماعت پڑھنا مردوں کے لیے فرض ہے۔ میں جگہ کی عمومی بات کر رہا ہوں کہ جہاں بھی آپ کو جگہ ملے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کوئی شخص کہتا ہے میں اپنے گھر کے فلاں کونے میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ یا فلاں جگہ خاص ہے۔ وہاں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔تو اس نے بغیر کسی دلیل کے عام کو خاص کر کے بدعت کی اور یہ جائز نہیں ہے۔اب نماز پڑھنا تو ٹھیک ہے،زمین بھی پاک ہے،اب اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ جگہ مبارک ہے؟ جو لوگ مزارات پر جا کر نماز پڑھتے ہیں، کہ یہ جگہ مبارک ہے، جائز نہیں ہے، بدعت ہے۔اور اگر خاص اس پیر کے لیے پڑھی جا رہی ہے،تو یہ شرک ہے۔تو یاد رکھیں کہ جگہ کے مبارک ہونے کی دلیل بھی ہونی چاہئے الگ سے۔

خاص جگہ:۔مثلاً طواف۔ہم طواف کہاں کرتے ہیں؟ ایک خاص جگہ کا طواف ہوتا ہے۔طواف عبادت ہے۔صرف اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ کا طواف ہوتا ہے۔اگر کوئی شخص کسی اور جگہ کا طواف کرنا چاہتا ہے، عبادت کی نیت سے، کیا یہ جائز ہے؟ جائز نہیں ہے۔کیونکہ طواف کی عبادت میں خاص جگہ کی قید لگا دی گئی ہے۔اس کو عام کرنے کے لیے دوسری دلیل کی ضرورت ہے۔اور دوسری کوئی اور دلیل ہے ہی نہیں۔تو یہ چھ طریقے ہیں جس سے آپ (ﷺ) کے طریقے کی اتباع کی جاتی ہے۔

اتباع کیسے کی جاتی ہے؟ جنس نئی ایجاد نہیں کریں گے۔ جو ہیں اتنی ہی ہیں۔قسم اپنی طرف سے نہیں بنائیں گے۔مقدار اتنی ہی، زیادہ یا کم نہیں۔طریقہ بھی ویسا ہی، تبدیل نہیں ہے۔وقت بھی مقرر ہے اس کے مطابق۔جگہ بھی اپنی مرضی سے نہیں ہو گی۔اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں طواف ایک خاص وقت میں کروں گا، کیا یہ صحیح ہے؟ غلطی کہاں ہوئی، وقت میں۔وقت کو خاص کر دیا۔کوئی کہے کہ میں سات چکروں کے بجائے آٹھ چکر لگانا چاہتا ہوں تو یہ جائز نہیں ہے۔شک کی بنیاد الگ ہے کہ اس کو شک ہوا کہ ساتواں چکر ہے یا آٹھواں۔اگر کوئی جان بوجھ کر آٹھ چکر لگاتا ہے،تو نہ اس کا عمرہ ہے اور نہ ہی اس کا حج ہے۔غلطی کہاں پر ہوئی مقدار میں۔اسی طرح اگر کوئی الٹا چکر لگانا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ غلط ہے۔

نبی (ﷺ) کا دوسرا حق :اتباع

اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔(آل عمران:132)

کون نہیں چاہتا کہ اس پر رحم نہ کیا جائے؟ ہم سب اللہ تعالی کی رحمت کے محتاج ہیں۔اللہ کی قسم سارے کے سارے محتاج ہیں۔اللہ تعالی کی رحمت کو پانے کا ایک راستہ ہے اور وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔سر جھکانا پڑے گا۔اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔اللہ کے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَأْبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى

میری ساری کی ساری امت جنت میں جائے گی،سوائے ان لوگوں کے جو جنت میں جانے سے انکار کرتے ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرتا ہے۔اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں: جس نے میری فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا،جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔(بخاری)

نبی (ﷺ) کا تیسرا حق: محبت

اللہ کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے لیے اس کے والدین اور اس کی اولاد ،اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔(بخاری)

اولاد، والدین اور دنیا کے سارے لوگ جس میں بیوی، دوست واحباب، رشتہ دار سب شامل ہیں۔جب تک آپ (ﷺ) سے سب سے بڑھ کر محبت نہیں ہوتی۔اس وقت تک ہم مومن نہیں ہوسکتے۔پتہ تب چلتا ہے جب آزمائش آتی ہے۔ایک طرف آپ (ﷺ) کا فرمان ہے، دوسری طرف پسندیدہ امام کا فرمان

ہے۔تب پتا چلتا ہے محبت کا، کہ کس کی محبت غالب ہے۔زبان سے ہم سب دعوی کرنے والے ہیں۔ یقین تو تب ہوتا ہے جب عمل کی باری آتی ہے۔کہ کس کے قول پر عمل کرتے ہیں۔جب بیوی کی بات آتی ہے نبی (ﷺ) کی بات کے خلاف تو بیوی کی بات کو مان لیتے ہیں یا آپ (ﷺ) کے فرمان کو۔ اس وقت پتا چلتا ہے کہ صرف دعوی کرنے والے ہیں یا سچی محبت کرنے والے۔

نبی (ﷺ) کا چوتھا حق: توقیر، احترام اور تعظیم کرنا

یہ بھی بہت سارے لوگ جانتے ہیں کہ اللہ کے نبی (ﷺ) کی توقیر، احترام اور تعظیم کرنی ہے۔اور آپ (ﷺ) کا احترام، توقیر اور تعظیم فرض ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ① يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔(الحجرات:2-1)

ان آیات میں آپ (ﷺ) کی تعظیم اور احترام کا پیغام ہے۔ایک دفعہ ایک وفد اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) کے پاس آیا۔اسلام قبول کیا۔اللہ کے نبی (ﷺ) نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ اس وفد کا امیر کس کو بنائیں۔جب سفر پہ جائیں گے تو امیر ہوگا جو ان کو دین سکھائے گا۔تو کون ایسا شخص ہے جس کو امیر بنائیں۔سیدنا عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے ایک شخص کا نام لیا، کہ ان میں سے فلاں شخص ہے۔آپ (ﷺ) نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا، تو انھوں نے کوئی دوسرا نام تجویز کیا۔سیدنا عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ نے میری مخالفت ہی کرنی تھی؟ جو نام میں نے دیا، آپ نے اس کے علاوہ کوئی دوسرا نام دے دیا۔ابوبکر صدیق نے جواب میں یہ فرمایا: میں آپ کی

مخالفت نہیں کرنا چاہتا۔میری رائے تھی میں نے دے دی۔بس اتنی سی بات ہوئی، اللہ تعالی کو پسند نہ آئی۔ (جب کہا جاتا ہے الشیخان تو اس سے مراد ابو بکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما ہیں)۔آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے شاید تھوڑی سی آواز زیادہ ہوئی ہوگی۔اللہ تعالی کو پسند نہ آیا۔اللہ تعالی نے فرمایا: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو"۔کس کے عمل کی بات ہو رہی ہے؟ ہماری حیثیت کیا ہے؟ یہ آیت ابو بکر صدیق اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہما) کے لیے ہے۔کہ کہیں تمہارے سارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں۔اور تمہیں شعور تک نہ ہو۔صرف تھوڑی سی آواز بلند ہوئی۔آج ہمارا کیا حال ہے؟ اللہ کے پیارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہمارے پاس ہے۔حدیث کے سامنے سر اٹھانا بھی جرم ہے۔حدیث کے سامنے حدیث سے بڑھ کر بولنا بھی جرم ہے۔یہ بھی اللہ تعالی کو پسند نہیں۔کیونکہ حدیث دوسری وحی ہے، قرآن کے بعد۔اور عجب ہے ان لوگوں پر جو حدیثوں کا مکمل انکار کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں صرف قرآن ہی کافی ہے صرف قرآن پر عمل کرو۔اللہ کی قسم حدیث کے بغیر قرآن پر عمل ہو ہی نہیں سکتا۔صرف فجر کی دو رکعت نماز قرآن سے پڑھ کر دکھائیں۔اللہ کی قسم بغیر حدیث کے آپ پڑھ ہی نہیں سکتے۔تو پھر یہ فتنہ، یہ شر کہاں سے آیا؟ یہ جاہل لوگوں کا ایجاد کردہ شر ہے۔یہ شیاطین من الانس کے ایجاد کردہ شر ہیں۔یہ زندگی کا قاعدہ بنا لیں، کہ اگر کوئی آپ کو یہ کہے کہ بعض احادیث ایسی ہی ہیں کہ ہم ان پر عمل نہیں کر سکتے۔یا قرآن ہی کافی ہے عمل کے لیے، یا حدیث ضروری نہیں، ایسے شخص سے فوری دوری اختیار کر لیں۔یہی نجات کا راستہ ہے۔اس کی بات کو سنیں ہی نہیں۔دوست تو دور کی بات ہے، اگر والدین بھی کہتے ہیں، کہ صرف قرآن کافی ہے تو ان کی اس بات کو چھوڑ دیں۔لیکن ان کو نصیحت کریں یا اہل علم سے نصیحت کروائیں۔

نبی (ﷺ) کا پانچواں حق: درود پڑھنا

ہم سب جانتے ہیں، اس معاملے میں ہر مسلمان اور ہر فرقے کا اجماع ہے۔ آپ (ﷺ) پر درود بھیجا جاتا ہے۔ اس کی دلیل: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔ (الاحزاب: 56)

اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) فرماتے ہیں:

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے جس کے پاس میرا ذکر ہوا، اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

(ترمذی، علامہ البانی نے حسن صحیح قرار دیا ہے)

قاعدہ: درود صرف وہی پڑھے گا جو تعظیم کرتا ہے، تعظیم وہی کرتا ہے جو محبت کرتا ہے۔ محبت وہی کرے گا جو اتباع کرتا ہے اور اتباع وہی کرے گا جو ایمان لاتا ہے۔ اس ترتیب سے یاد کریں گے تو آپ کو پانچ حقوق یاد ہو جائیں گے۔ جو تعظیم نہیں کرتا وہ کیا درود پڑھے گا۔ بغیر محبت کے کیا کسی کی تعظیم کر سکتے ہیں؟ محبت ہے تو تعظیم بھی ہے۔ اور محبت کے بغیر اتباع ممکن نہیں۔ اور بغیر ایمان کے اتباع ممکن نہیں۔ یہ پانچ چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ یہ پانچ حقوق ہیں اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) کے۔

بعض شبہات کا ازالہ

پہلا شبہ: کیا نبی (ﷺ) فوت ہو چکے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ اس کی دلیل میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾

یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ (الزمر: 30)

جواس دنیا میں مخلوق آئی ہے وہ فناء ہو کے رہے گی۔ کُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ ۔زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ جولوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ (ﷺ) ابھی زندہ ہیں، واللہ! اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ کیا کوئی شخص تصور کرسکتا ہے کہ وہ اپنے زندہ والد کو غسل دے۔ والد زندہ ہے، غسل دے، اسے کفن دے، اسے قبر میں ڈال کے مٹی اس پر ڈالے۔ کوئی کرتا ہے؟ دشمن کے ساتھ بھی کوئی ایسانہیں کرتا۔ اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ سید ولد آدم، سیدالانبیاء والمرسلین (ﷺ) پر کیا صحابہ کرام نے ظلم کیا؟ نعوذ باللہ۔ زندہ دفن کر دیا! نہیں عقلیں کہاں گئی لوگوں کی؟ دلیل تو بالکل واضح ہے۔ اس کے باوجود آج بھی بعض لوگوں کو یہ خدشہ ہے، یہ غلط فہمی ہے کہ آپ (ﷺ) زندہ ہیں ہمیشہ زندہ ہیں، حاضر و ناظر ہیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ اور اگر زندہ ہیں تو جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو کیا دنیاوی زندگی زمین سے اوپر بہتر ہے یا زمین سے نیچے؟ اللہ کے لیے دیکھیں گستاخ کون ہیں؟ جانتے ہیں دنیاوی زندگی سے مطلب کیا ہے کہ زندگی کا تعلق اس دنیا سے ہے۔ اس دنیا میں زمین کے نیچے کون سی مخلوق رہتی ہے؟ کیڑے مکوڑے رہتے ہیں۔ تو دنیاوی زندگی کا معنی ہے نعوذ باللہ کہ آپ نبی (ﷺ) کی شان میں اتنی بڑی گستاخی کر رہے ہیں کہ وہ ہیں بھی زمین کے نیچے اور ہیں بھی دنیاوی زندگی سے زندہ۔ اس لیے بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں غلطی ہوگئی ہے، بہتر ہے کہ برزخی دنیاوی کہیں۔ برزخی دنیاوی کہاں سے ایجاد ہوئی؟ تو دنیاوی زندگی ہے یا برزخی ہے۔ بیچ کی بات کہاں سے آئی۔ یاد رکھیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر (ﷺ) زندہ ہیں لیکن دنیاوی زندگی سے نہیں برزخی زندگی سے زندہ ہیں۔ وہ تو ہر بندہ زندہ ہوتا ہے۔ وہ تو کافر بھی زندہ ہے تو کیا فرق ہے؟ تو یہ کون سی بڑی بات ہوئی۔ یاد رکھیں، سب سے عظیم، خوبصورت اور پیاری برزخی زندگی انبیاء (علیہم السلام) کی ہے۔ اور انبیاء میں سب سے افضل اور اعلی زندگی محمد مصطفی (ﷺ) کی ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے، ہے برزخی زندگی لیکن دو قبریں ہیں ایک ساتھ، کیا دونوں کی ایک جیسی زندگی ہے؟ ایک کے لیے، نعوذ باللہ یہ قبر جہنم کی آگ کا گڑھا ہے اور اس کے ساتھ والی قبر میں دو انچ کا فاصلہ تین انچ کا فاصلہ ہے، جنت کا باغ ہے۔ ممکن ہے کہ نہیں؟ تو دونوں کی زندگی الگ ہے لیکن ہے برزخی زندگی۔ شہداء کی زندگی افضل ہے، اچھی زندگی ہے اور ان سے بہتر زندگی انبیاء (علیہم السلام) کی ہے اور سب سے افضل زندگی محمد (ﷺ) کی زندگی ہے، لیکن یہ برزخی زندگی ہے۔ اور برزخی زندگی اس دنیوی زندگی جیسی نہیں ہے اور اس زندگی کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

دوسرا شبہ: کیا نبی (ﷺ) کائنات کی تخلیق کا سبب ہیں؟

جواب: جی نہیں۔ اللہ تعالی نے اس کائنات کو کیوں پیدا کیا؟ سبب ہے کہ نہیں؟۔اللہ تعالی نے زمین، آسمان اور ہمیں کیوں پیدا کیا؟ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

اور میں نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا سوائے اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں (الذاریات:56)

جولوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس کائنات کی تخلیق صرف آپ (ﷺ) کے لیے کی ہے۔اپنی نفس پر ظلم کر رہے ہیں۔قرآن کی آیت بالکل واضح ہے اور پھر آپ (ﷺ) اس وقت موجود ہی نہیں تھے جب زمین اور آسمان کو پیدا کیا تھا۔زمین اور آسمان کو تو پہلے پیدا کیا۔تو کس لیے پیدا کیا؟ جب جہالت کی وجہ سے عقل کام نہیں کرتی تو یہی کچھ ہوتا ہے۔اگر زمین وآسمان کی تخلیق آپ (ﷺ) کے بعد ہوتی، یہ آیت بھی نہ ہوتی، کوئی دلیل بھی نہ ہوتی، تب تو ہم کہہ سکتے تھے،لیکن آیت بالکل واضح ہے۔ اور اس روشن سورج کی طرح ہر شخص جانتا ہے کہ آپ (ﷺ) کی پیدائش اسی زمین پر ہوئی ہے۔آپ (ﷺ) سے پہلے بھی بہت سے لوگ گزرے ہیں۔تو پھر ان سب کی پیدائش، ان سب کے وجود کا مقصد ایک ہے۔"إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" (میری (اللہ تعالی کی) عبادت کریں) غلط فہمی بھی یاد رکھیں اور دلیل بھی یاد رکھیں۔دلیل کو یاد کرنا بہت آسان ہے۔مشکل نہیں ہے۔

تیسرا شبہ: کیا نبی (ﷺ) نور ہیں؟

جواب: جی نہیں۔اس کی دلیل: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾

کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔(البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے (الکھف:110)

عام انسان اور نبی کریم ﷺ میں یہ فرق ہے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی اور یہی برتری ہے، اور یہی عظمت ہے۔اور بلند درجات ہیں۔بشریت کی دلیل کیا ہے؟ اس میں لفظ کون سا ہے؟ بشر کا لفظ ہے۔پھر بھی لوگوں نے کہا کہ یہ اگر نور نہیں ہیں تو پھر نوری بشر ہیں۔تو اس کا جواب اسی آیت کے اس حصہ"

مِثْلُكُمْ "(تمہارے جیسا) میں ہے۔واضح ہے کہ نہیں؟ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کیوں ہے؟ بشر کافی تھا۔تا کہ کسی شخص کے ذہن میں یہ بات کبھی نہ آئے کہ ہمارے جیسے بشر نہیں ہیں۔ کوئی اور بشر ہیں۔تو اس لفظ سے مزید واضح ہو گیا،لیکن برتری کس چیز میں ہے،ہم میں اور نبی میں کیا فرق ہے؟" يُوْحٰٓى اِلَيَّ "(میری طرف وحی آتی ہے)۔ہر غلط فہمی کا جواب ہے۔ پھر شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے،اس سے پہلے کہ شیطان وسوسہ ڈالے، جواب پہلے سے ہی موجود ہے۔لیکن شیاطین الانس نہیں سمجھتے۔ یہ شیاطین الجن سے بھی بڑے شیطان ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نور ہیں۔وسری دلیل اس سے زیادہ واضح ہے۔اللہ تعالی سورت الزخرف آیت نمبر 15 میں فرماتے ہیں :

﴿وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

اورانھوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جز ٹھہرادیا یقیناً انسان

کھلم کھلا ناشکرا ہے (الزخرف:15)

یعنی بعض لوگوں نے اللہ تعالی کے بندوں میں سے بعض کو اللہ تعالی کا حصہ بنا دیا،جو یہ تصور کرتا ہے کہ اللہ تعالی کی مخلوقات میں سے کوئی بھی مخلوق اللہ تعالی کا حصہ ہے وہ کھلم کھلا کفر کرنے والا ہے۔ یہ آیت تب نازل ہوئی جب مشرکین نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالی کی بیٹیاں ہیں۔ بیٹا یا بیٹی اپنے والدین کے وجود کا حصہ ہوتے ہیں۔تو اللہ تعالی نے فرمایا،جس نے ایسا کیا وہ کھلا کفر کرنے والا ہے۔آج بعض لوگ کیا کہتے ہیں؟ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ 'نور من نور الله' ہیں یعنی اللہ کے نور میں سے نور ہیں۔ اللہ تعالی کیا فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

اورانھوں نے اللہ کے بعض بندوں کو اس کا جز ٹھہرادیا یقیناً انسان

کھلم کھلا ناشکرا ہے (الزخرف:15)

جس کے دل میں آیت بھی کوئی فرق نہ ڈال سکے،تو اس کے لیے ہم کیا کرسکتے ہیں سوائے دعا کے۔اللہ تعالی ہمیں اور سب مسلمانوں کو ہدایت اور راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

چوتھا شبہ: کیا نبی (ﷺ) کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔لیکن ایک شرط بھی ہے۔وہ یہ کہ حلیہ مبارک معلوم ہونا چاہیے۔حلیہ مبارک کیسے جانیں گے؟ آپ (ﷺ) کا چہرہ کیسا تھا،آپ (ﷺ) کی جسامت اور قد وقامت کیسی تھی۔آپ (ﷺ) کے بال کیسے تھے، داڑھی کیسی تھی۔یہ جاننا بہت ضروری ہے۔پھر اس کی دلیل کیا ہے کہ نبی (ﷺ) کو خواب میں دیکھا جاسکتا ہے۔اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر (ﷺ) فرماتے ہیں:

مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي

اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حقیقتا مجھے دیکھا۔بے شک شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔
(بخاری)

اللہ کے پیارے نبی (ﷺ) کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے۔آپ (ﷺ) کا دیدار خواب میں ممکن ہے۔لیکن جس شخص کو آپ نے کبھی دیکھا نہ ہو۔تو آپ کیسے پہچان سکتے ہیں کہ یہ وہی ہے۔اور جس نے نہیں دیکھا، اگر وصف سے بتایا جائے، کہ ایسا ہی وصف ہے، تو ایک خاکہ سا بن جاتا ہے۔اگرچہ سو فیصد نہیں ہوتا۔مثال کے طور پر میں نے اپنے دادا کو نہیں دیکھا، ان کی وفات میری پیدائش سے پہلے ہوگئی۔والد صاحب سے میں نے سنا کہ ان کی شکل وصورت کیسی تھی۔میں نے اپنے والد کو دیکھا ہے۔تو مجھے پتا ہے کہ میرے والد ہی ہیں۔لیکن جب دادا کو دیکھتا ہوں تو کیا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ میرے دادا ہی ہیں؟ یقینا نہیں کہہ سکتا۔جو صفات بتائی گئیں اسی طرح کی شکل تو میں نے دیکھی۔یہ صحیح ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔وہ ہے یا نہیں مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔لیکن جب ہم بات کرتے ہیں اللہ تعالی کے پیارے نبی (ﷺ) کی، تو پھر ہمیں احتیاط کی ضرورت ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔اس لیے جب خواب میں آتے تو پہچان لیتے تھے۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ترمذی نے الشمائل المحمدیہ میں روایت کیا ہے اور فتح الباری میں اس کی مزید تشریح بھی موجود ہے۔کوئی شخص نبی (ﷺ) کو خواب میں دیکھتا اور یہ کہتا کہ میں نے آپ (ﷺ) کو خواب میں دیکھا ہے، تو اس سے پہلے کہ وہ خواب سناتا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ سوال کرتے کہ پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے کس کو خواب میں دیکھا ہے۔حلیہ مبارک پوچھتے، وصف اگر نبی (ﷺ) کے وصف کے مطابق ہوتا تو خواب سن لیتے، اور اگر آپ (ﷺ) کے وصف جیسا نہ ہوتا تو خواب نہیں سنتے تھے۔کیونکہ انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا

تھا۔ میں یہ بات کیوں کر رہا ہوں؟ اس لیے کہ خوابوں کے اس چور دروازے سے دین میں بہت سی بدعات اور خرافات نے جنم لیا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ میرے خواب میں آئے اور فلاں درود دے گئے۔ درود تاج ہے، درود لکھی ہے، درود فاتح ہے، یا فلاں ذکر دے کر گئے۔ یا آپ (ﷺ) خواب میں آئے اور مدرسہ کی بنیاد رکھ کر گئے. ہر بندہ اپنی طرف سے کوئی نہ کوئی بات کہتا رہتا ہے۔ سچا کون ہے، جھوٹا کون ہے؟ جس نے آپ (ﷺ) کو دیکھا، آپ کے حلیہ کے مطابق اس نے صحیح دیکھا۔ شیطان مردود کبھی بھی نبی (ﷺ) کی شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالی نے اسے یہ قدرت ہی نہیں دی۔ اور نہ وہ کرسکتا ہے۔ کیا اس حدیث میں یا کسی بھی اور حدیث میں یہ ہے کہ شیطان میرا نام نہیں لے سکتا؟ ایک حدیث میں بھی نہیں ہے۔ تو فرق کیا ہے دونوں میں؟ میرا نام نہیں لے سکتا، اور میری شکل و صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ کوئی فرق ہے کہ نہیں؟ یعنی شیطان آپ سے یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں محمد ہوں، لیکن حلیہ آپ (ﷺ) کا نہیں ہو گا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض کتابوں میں عجب بات ہے۔ "بهجة القلوب" ایک رسالہ ہے جس میں مولوی محمد زکریا کے خوابوں کا ذکر ہے۔ اس میں مصنف فضائل حج کے تعلق سے لکھتا ہے، کہ فضائل حج کتاب اوپر پڑی تھی، آپ (ﷺ) کو خواب میں دیکھا، وہ دیکھ رہے تھے، مسکرا رہے تھے، خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ اور آپ (ﷺ) کی سفید داڑھی تھی، اور عینک پہنی ہوئی تھی۔ کیا یہ خواب سچا ہے؟ آپ (ﷺ) کی داڑھی کے کتنے بال سفید تھے؟ بیس سے زیادہ نہیں تھے۔ سفید داڑھی کا کیا معنی ہے؟ کہ شاید بیس کالے بال بھی نہ ہوں۔ سفید داڑھی ہے اور پھر عینک بھی پہنی ہوئی ہے۔ عینک کب ایجاد ہوئی؟ کیا آپ (ﷺ) عینک پہنا کرتے تھے؟ تو اس سے ان لوگوں نے یہ ثابت کیا، کہ فضائل حج بڑی عظیم کتاب ہے۔ آپ (ﷺ) کو خواب میں دیکھا اور اس کتاب کی تائید ہو گئی۔ آپ (ﷺ) بہت خوش ہوئے۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے آپ (ﷺ) کو خواب میں دیکھا ہی نہیں۔ کیونکہ آپ (ﷺ) کا حلیہ مبارک یہ نہیں ہے۔

پانچواں شبہ: کیا نبی (ﷺ) پر ایمان لائے بغیر جنت میں جانا ممکن ہے؟

جواب: جی نہیں۔ اس کی دلیل: اللہ تعالی سورۃ النساء آیت نمبر 150 اور 151 میں فرماتے ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ

نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَكۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّيُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّتَّخِذُوۡا بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ۙ ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿۱۵۱﴾

جولوگ اللہ تعالی کے ساتھ اوراس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں، اور یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں، اور کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے، اور بعض پر نہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کوئی راہ نکالیں یقین مانو، کہ یہ سب لوگ اصل کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔(النساء:150–151)

واضح دلیل ہے کہ نہیں؟ رسالت پر ایمان ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ارکان ایمان میں سے چوتھا رکن ہے(رسولوں پر ایمان لانا)۔اس کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوسکتا۔ جب صحیح نہیں ہے تو باطل ہے۔ باطل کا معنی کفر ہے۔تو رسالت پر ایمان لازم ہے۔ وجزاکم اللہ خیرا

واللہ اعلم وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

نوٹ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو دروس لاالہ الااللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطیوں کو درست کر دیا گیا ہے۔ اور قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

جزاکم اللہ خیرا

ہماری دعوت

قرآن + سنت + سلف صالحین کی سمجھ

قرآن

اِتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

(سورة الأعراف :3)

تم لوگ اس کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے

سنت

قال رسول الله ﷺ: خَلَّفتُ فِيكمْ شَيئينِ لن تَضِلُّوا بعدَهُمَا: كتابَ اللهِ وسُنَّتِي

(صحيح الجامع, الرقم:3232)

رسول ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے بیچ دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جن کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے: اللہ کی کتاب اور میری سنت۔

سلف صالحین کی سمجھ

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا

(سورة النساء :115)

جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ ﷺ کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

سلفی دعوت